سبل الاصفیاء فی حکم الذبح للاولیاء

تصنیف لطیف:۔

اعلیٰ حضرت، مجدد امام احمد رضا رحمۃ اللہ علیہ

سُبُل الاصفیا فی حکم الذبح للاولیاء [12] [13]

(اولیاء اللہ کے لئے ذبح کرنے میں اصفیاء کے طریقے)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مسئلہ ۱۲۵ در رد فتوٰی بعض معاصرین ۲۵ ربیع الاول شریف ۱۳۱۲ھ

از لشکر گوالیار ڈاک دربار بجواب سوال مولوی نورالدین صاحب اوائل ذیقعدہ ۱۳۱۵ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس صورت میں کہ زید نے ایک بکرا میاں کا اور عمرو نے ایک گائے چہل تن کی اور مرغ مدار کا پالا، اور پال کر ان کو باتکبیر ذبح کیا یا کرایا اس کا کھانا مسلمانوں کو عندالشرع جائز ہے یا نہیں؟ بیّنوا توجروا۔

الجواب

حامدًا للّٰہ و مصلیًا و مسلّمًا علٰی حبیبك وٰالہ یا وھّاب اللّٰھم ھدایۃ الحق والصواب۔

یا اللہ! تیرے لئے حمد کرنے والا اور تیرے حبیب صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھنے والا اور ان کی آل پر، حق و صواب کی رہنمائی فرما اے میرے رب! (ت)

اقول وباللہ التوفیق (میں کہتا ہوں اور توفیق اللہ تعالٰی سے ہے۔ ت) حق اس مسئلہ میں ہے کہ حلّت و حرمت ذبیحہ میں حال و قول و نیتِ ذابح کا اعتبار رہے نہ کہ مالک کا، مثلاً مسلمان کے

جانور کوئی مجوسی ذبح کرے تو حرام ہوگیا اگرچہ مالک مسلم تھا، اور مجوسی کا جانور مسلمان ذبح کرے تو حلال اگرچہ مالک مشرک تھا، یا زید کا جانور عمرو ذبح کرے اور قصداً تکبیر نہ کہے حرام ہوگیا، اگرچہ مالک برابر کھڑا سو بار بسم اللہ اللہ اکبر کہتا رہے، اور ذابح تکبیر سے ذبح کرے تو حلال، اگرچہ مالک ایک بار بھی نہ کہے۔ ذابح کلمہ گو نے غیر خدا کی عبادت و تعظیم مخصوص کی نیت سے ذبح کیا تو حرام ہوگیا اگرچہ مالک کی نیت خاص اللہ عزوجل کے لئے ذبح کی تھی۔

یونہی ذابح نے خاص اللہ عزوجل کے لئے ذبح کیا تو حلال، اگرچہ مالک کی نیت کسی کے واسطے تھی۔ تمام صورتوں میں حالِ ذابح کا اعتبار ماننا اور اس شکل خاص میں انکار کر جانا محض تحکم باطل ہے جس پر شرع مطہر سے اصلاً دلیل نہیں، و لہذا فقہائے کرام خاص اس جزئیہ کی تصریح فرماتے ہیں کہ مثلاً مجوسی نے اپنے آتشکدہ یا مشرک نے اپنے بتوں کے لئے مسلمان سے بکری ذبح کرائی اور اس نے تکبیر کہہ کر ذبح کی حلال ہے، کھائی جائے گی، اگرچہ یہ بات مسلم کے حق میں مکروہ۔ فتاوٰی عالمگیری و فتاوٰی تاتارخانیہ و جامع الفتاوٰی میں ہے:

مسلم ذبح شاۃ المجوسی لبیت نارھم او الکافر لاٰلھتھم توکل لانہ سمی اللہ تعالٰی ویکرہ للمسلم[1]

مسلمان نے مجوسی کی بکری اس کے آتشکدہ کیلئے یا کسی اور کافر کی اس کے معبودوں کیلئے ذبح کی تو بکری کھائی جائے کیونکہ اس نے اللہ تعالٰی کے نام سے ذبح کی ہے، اور یہ عمل مسلمان کو مکروہ ہے۔ (ت)

پھر مسلمان ذابح کی نیت بھی وقت ذبح کی معتبر ہے، اس سے قبل و بعد کا اعتبار نہیں، ذبح سے ایک آن پہلے تک خاص اللہ عزوجل کے لئے نیت تھی، ذبح کرتے وقت غیر خدا کے لئے اس کی جان دی، ذبیحہ حرام ہوگیا، وہ پہلی نیت کچھ نفع نہ دے گی، یونہی اگر ذبح سے پہلے غیر خدا کے لئے ارادہ تھا ذبح کے وقت اس سے تائب ہو کر مولٰی تبارک و تعالٰی کے لئے اراقتِ دم کی تو حلال ہوگیا، یہاں وہ پہلی نیت کچھ نقصان نہ دے گی۔ ردالمحتار میں ہے:

اعلم ان المدار علی القصد عند ابتداء الذبح[2]

معلوم ہونا چاہئے کہ ذبح کی ابتداء میں قصد کا اعتبار ہے۔ (ت)

---

[1] فتاوٰی ہندیۃ کتاب الذبائح الباب الاول نورانی کتب خانہ پشاور ۵/ ۲۸۶

[2] ردالمحتار 〃 داراحیاء التراث العربی بیروت ۵/ ۱۹۶

غرض ہر عاقل جانتا ہے کہ تمام افعال میں اصل نیتِ مقارنہ ہے، نماز سے پہلے خدا کے لئے نیت تھی تکبیر کہتے وقت دکھاوے کے لئے پڑھی، قطعاً مرتکب کبیرہ ہوا، اور نماز ناقابل قبول، اور اگر دکھاوے کے لئے اٹھا تھا نیت باندھتے وقت تک یہی قصد تھا، جب نیت باندھی قصد خالص رب جل وعلا کے لئے کر لیا تو بلاشبہہ وہ نماز پاک وصاف وصالح قبول ہوگئی، تو ذبح سے پہلے کی شہرت، پکار کا کچھ اعتبار نہیں، نہ نافع نفع دے نہ مضر ضرر، خصوصاً جبکہ پکارنے والا غیر ذابح ہو کہ اسے تو اس باب میں کچھ دخل ہی نہیں،

كما قد علمت وهذا كله ظاهر جدًّا لا يصلح ان يتناطح فيه قرناء وجماء۔

جیسا کہ معلوم ہے اور یہ تمام ظاہر ہے اس میں بالکل گنجائش نہیں کہ اس میں بحث کی جائے (ت)

پھر اضافت معنی عبادت میں منحصر نہیں کہ خواہی نخواہی مدار کے مرغ یا چہل تن کی گائے کے معنی ٹھہرا لئے جائیں کہ وہ مرغ وگاؤ جس سے ان حضرات کی عبادت کی جائے گی، جس کی جان ان کے لئے دی جائیگی، اضافت کو ادنٰی علاقہ کافی ہوتا ہے، ظہر کی نماز، جنازہ کی نماز، مسافر کی نماز، امام کی نماز، مقتدی کی نماز، بیمار کی نماز، پیر کا روزہ، اونٹوں کی زکوٰۃ، کعبہ کا حج، جب ان اضافتوں سے نماز وغیرہ میں کفر وشرک وحرمت درکنار نام کو بھی کراہت نہیں آتی، تو حضرت مدار کے مرغ، حضرت احمد کبیر کی گائے، فلاں کی بکری کہنے سے یہ خدا کے حلال کئے ہوئے جانور کیوں جیتے جی مردار اور سؤر ہوگئے کہ اب کسی صورت حلال نہیں ہوسکتے، یہ شرع مطہر پہ سخت جرأت ہے۔ خود حضور پرنور سید المرسلین صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں:

ان احبّ الصيام الى الله تعالٰى صيام داؤد واحبّ الصلوٰة الى الله عزوجل صلوٰة داؤد[1]۔ رواه الائمة احمد والستة عن عبد الله بن عمر رضی الله تعالٰی عنهما الا الترمذی فعنده[2] فضل الصيام وحده۔

بیشک سب روزوں میں پیارے اللہ تعالٰی کو داؤد کے روزے ہیں اور سب نمازوں میں پیاری داؤد کی نماز ہے علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ (اس کو ائمہ صحاح ستہ اور امام احمد نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کیا ہے لیکن امام ترمذی کی روایت میں صرف روزوں کی فضیلت کا ذکر ہے)

علماء فرماتے ہیں مستحب نمازوں میں صلوٰۃ الوالدین یعنی ماں باپ کی نماز ہے،

فی ردالمحتار عن الشیخ اسمٰعیل عن شرح شرعة الاسلام من المندوبات صلوٰة التوبة

ردالمحتار میں شیخ اسمٰعیل سے بحوالہ شرح شرعۃ الاسلام منقول ہے کہ مستحب نمازوں میں صلوٰۃ التوبہ

---

[1] صحیح البخاری کتاب التہجد باب من نام عند السحر قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/۱۵۲ و ۴۸۶

[2] صحیح مسلم کتاب الصیام باب النہی عن صوم الدہر الخ " " " ۱/۳۶۷

وصلوٰۃ الوالدین[1] | اور صلوٰۃ الوالدین ہے (ت)

سبحان اللہ! داؤد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نماز، داؤد (علیہ السلام) کے روزے، ماں باپ کی نماز کہنا صواب، پڑھنا ثواب، اور جانور کی اضافت وہ سخت آفت کہ قائلین کفار، جانور مردار، کیا ذبح نماز روزے سے بڑھ کر عبادتِ خدا ہے یا اس میں شرک حرام ان میں روا ہے۔

خود اضافتِ ذبح کا فرق سنئے۔ رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :

لعن اللّٰہ من ذبح لغیر اللّٰہ[2]۔ رواہ مسلم والنسائی عن امیر المومنین علی و نحوہ احمد عن ابن عباس رضی اللّٰہ تعالٰی عنھم۔

خدا کی لعنت ہے اس پر جو غیر خدا کے لئے ذبح کرے (اس کو مسلم اور نسائی نے امیر المؤمنین علی رضی اللہ تعالٰی عنہ اور اس کی مثل امام احمد نے ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنہما سے روایت کی ہے۔ ت)

دوسری حدیث میں ہے، رسول اللہ صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم فرماتے ہیں :

من ذبح لضیف ذبیحۃ کانت فداءہ من النار[3]۔ رواہ الحاکم فی تاریخہ عن جابر رضی اللّٰہ تعالٰی عنھما۔

جو اپنے مہمان کے لئے جانور ذبح کرے وہ ذبیحہ اس کا فدیہ ہو جائے آتشِ دوزخ سے۔ (اس کو امام حاکم نے اپنی تاریخ میں حضرت جابر رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)

تو معلوم ہوا کہ ذبیحہ میں غیر خدا کی نیت اور اس کی طرف نسبت مطلقاً کفر کیا حرام بھی نہیں، بلکہ موجبِ ثواب ہے، تو ایک حکم عام کفر و حرام کیوں کر صحیح ہو سکتا ہے۔

ولہذا علماء فرماتے ہیں، مطلقاً نیت غیر کو موجبِ حرمت جاننے والا سخت جاہل اور قرآن و حدیث و عقل کا مخالف ہے، آخر قصاب کی نیت تحصیلِ نفعِ دنیا اور ذبائح شادی کا مقصود براتی کو کھانا دینا ہے، نیتِ غیر تو یہ بھی ہوئی، کیا یہ سب ذبیحے حرام ہو جائیں گے۔ یونہی مہمان کے واسطے ذبح کرنا درست و بجا ہے کہ مہمان کا اکرام عین اکرامِ خدا ہے۔ درمختار میں ہے :

---

[1] ردالمحتار کتاب الصلوٰۃ باب الوتر والنوافل دار احیاء التراث العربی بیروت ۱/۴۶۲
[2] صحیح مسلم کتاب الاضاحی باب تحریم الذبح لغیر اللہ قدیمی کتب خانہ کراچی ۲/۱۶۰
[3] الجامع الصغیر بحوالہ الحاکم فی التاریخ حدیث ۸۶۷۲ دار الکتب العلمیۃ بیروت ۲/۵۲۶

١٤ لوذبح للضيف لایحرم لانه سنة الخلیل و اکرام الضیف اکرام اللّٰه تعالٰی۔[1]

جس نے مہمان کی نیت سے ذبح کیا تو حرام نہیں کیونکہ یہ خلیل علیہ السلام کی سنت اور مہمان کا اکرام ہے، اور مہمان کا اکرام اللہ تعالٰی کا اکرام ہے (ت)

ردالمحتار میں ہے:

قال البزازی ومن ظن انه لایحل لانه ذبح لاکرام ابن اٰدم فیکون اهل به لغیر اللّٰه تعالٰی فقد خالف القراٰن والحدیث والعقل فانه لاریب ان القصاب یذبح للربح ولو علم انه نجس لایذبح فیلزم هذا الجاهل ان لایاکل ماذبح القصاب وما ذبح للولائم والاعراس والعقیقة۔[2]

بزازی نے کہا اور جس نے گمان کیا کہ وہ اس لئے حلال نہیں کہ اس میں بنی آدم کا اکرام ہے تو یہ غیر اللہ کے نام سے ذبح ہوا تو اس نے قرآن وحدیث اور عقل کے خلاف بات کی، کیونکہ بلاشبہہ قصاب اپنے نفع کے لئے ذبح کرتا ہے اگر اسے معلوم ہو کہ یہ نجس ہے تو وہ ذبح نہ کرے، تو ایسے جاہل کو چاہئے کہ وہ قصاب کے ذبح کردہ کو نہ کھائے اور ولیمہ اور شادی اور عقیقہ کے لئے ذبح کردہ کو بھی نہ کھائے۔ (ت)

دیکھو علمائے کرام صراحۃً ارشاد فرماتے ہیں کہ مطلقاً نیت ونسبتِ غیر کو موجبِ حرمت جاننا اور مَآ اُهِلَّ بِهٖ لِغَیْرِ اللّٰهِ میں داخل ماننا نہ صرف جہالت بلکہ جنون ودیوانگی اور شرع وعقل دونوں سے بیگانگی ہے، جب نفعِ دنیا کی نیت مخل نہ ہوئی تو فاتحہ اور ایصالِ ثواب میں کیا زہر مل گیا، اور اکرامِ مہمان عین اکرامِ خدا ٹھہرا تو اکرامِ اولیاء بدرجۂ اولٰی۔

ہاں اگر کوئی جاہل اجہل یہ نسبت واضافت بقصد عبادتِ غیر ہی کرتا ہے تو اس کے کفر میں شک نہیں، پھر بھی اگر ذابح اس نیت سے بری ہے تو جانور حلال ہوجائے گا کہ نیتِ غیر اس پر اثر نہیں ڈالتی، کما حققناه اٰنفا (جیسا کہ ابھی ہم نے بیان کیا ہے۔ ت)

مگر جبکہ حدیثاً وفقہاً دلائل قاہرہ سے ثابت کرچکے کہ اضافت معنیٔ عبادت ہی میں منحصر نہیں، تو صرف اس بناء پر حکمِ کفر محض جہالت وجرأت وحرام قطعی اور مسلمانوں پر ناحق بدگمانی ہے، تم سے کس نے کہہ دیا کہ وہ آدمیوں کا جانور کہنے سے عبادت آدمیان کا ارادہ کرتے اور انھیں اپنا معبود وخدا بنانا چاہتے ہیں،

---

[1] درمختار | کتاب الذبائح | مطبع مجتبائی دہلی | ۲/ ۲۳۰

[2] ردالمحتار | " | داراحیاء التراث العربی بیروت | ۵/ ۱۹۶

اللہ عزوجل فرماتا ہے :

یاایھا الذین اٰمنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم[1]

اے ایمان والو! بہت سے گمان سے بچو بیشک کچھ گمان گناہ ہیں۔

اور فرماتا ہے :

ولا تقف مالیس لک بہ علم ط ان السمع والبصر والفؤاد کل اولئک کان عنہ مسئولا[2]

بے یقین بات کے پیچھے نہ پڑ، بیشک کان، آنکھ اور دل سب سے سوال ہونا ہے۔

رسول اللہ صلے اللہ تعالٰے علیہ وسلم فرماتے ہیں :

ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث[3]

رواہ الائمۃ مالک والشیخان و ابوداؤد و الترمذی عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

گمان سے بچو کہ گمان سب سے بڑھ کر جھوٹی بات ہے (اس کو امام مالک، شیخین، ابوداؤد اور ترمذی نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالٰے عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالٰے علیہ وسلم :

افلا شققت عن قلبہ حتی تعلم اقالھا املا[4]

رواہ مسلم، عن اسامۃ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہ۔

تُو نے اس کا دل چیر کر کیوں نہ دیکھا کہ دل کے عقیدے پر اطلاع پاتا (اس کو امام مسلم نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالٰی عنہ سے روایت کیا ہے۔ ت)

امام عارف باللہ سیدی احمد زروق رضی اللہ تعالٰے عنہ فرماتے ہیں :

انما ینشأ الظن الخبیث عن القلب الخبیث[5]

بدگمانی خبیث دل سے ہی پیدا ہوتی ہے،

---

[1] القرآن الکریم ۴۹/ ۱۲

[2] " ۱۷/ ۳۶

[3] صحیح البخاری کتاب الوصایا باب قول عزوجل من بعد وصیۃ قدیمی کتب خانہ کراچی ۱/ ۳۸۴

صحیح مسلم کتاب البر باب تحریم الظن الخ " " " ۲/ ۳۱۶

[4] " کتاب الایمان باب تحریم قتل الکافر الخ " " " ۱/ ۶۸

[5] الحدیقۃ الندیۃ شرح الطریقۃ المحمدیۃ الخلق الرابع والعشرون مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد ۲/ ۹

نقلہ سیدی عبد الغنی النابلسی فی شرح الطریقۃ المحمدیۃ۔

(اس کو سیدی عبد الغنی نابلسی نے شرح طریقہ محمدیہ میں نقل کیا ہے۔ت)

ولہذا منیہ و ذخیرہ و شرح وہبانیہ و درمختار وغیرہا میں ارشاد فرمایا:

انا لانسیئ الظن بالمسلم انہ یتقرب الی الآدمی بھذا النحر[1]

ہم مسلمان پر بدگمانی نہیں کرتے کہ وہ اس ذبح سے آدمی کی طرف تقرب چاہتا ہو۔

ردالمحتار میں ہے:

ای علی وجہ العبادۃ لانہ المکفر وھذا بعید من حال المسلم[2]

یعنی اس تقرب سے تقرب بروجہ عبادت مراد ہے کہ اس میں کفر ہے اور اس کا خیال مسلمان کے حال سے دُور ہے۔

بلکہ علماء تو یہاں تک تصریح فرماتے ہیں کہ اگر خود ذابح خاص وقتِ ذبح تکبیر میں یوں کہے "بسم اللہ بنام خدائے بنامِ محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم" تو یہ کہنا مکروہ تو بیشک ہے مگر کفر کیسا! جانور حرام بھی نہ ہوگا، جبکہ اس لفظ سے اس کی نیت حضور سید عالم صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تعظیم محض ہو، نہ معاذ اللہ حضور کو رب عزوجل کے ساتھ شریک ٹھہرانا۔

امام اجل فقیہ النفس قاضی خاں اپنے فتاوٰی میں تحریر فرماتے ہیں:

رجل ضحی و ذبح وقال بسم اللہ بنام خدائے بنام محمد علیہ السلام، قال الشیخ الامام ابوبکر محمد بن الفضل رحمہ اللہ تعالٰی ان اراد الرجل بذکر اسم النبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم بتبجیلہ وتعظیمہ جاز ولا باس وان اراد بہ الشرکۃ مع اللہ تعالٰی لاتحل الذبیحۃ[3]

کسی نے بنام خدا بنامِ محمد علیہ السلام قربانی کی یا ذبح کیا، شیخ امام ابوبکر محمد بن فضل رحمہ اللہ تعالٰی نے فرمایا: اگر اس شخص نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام سے صرف تعظیم و تبجیل مراد لی تو جائز ہے اور اگر اللہ تعالٰی کے ساتھ شریک بنایا تو ذبیحہ حلال نہ ہوگا۔ (ت)

بلکہ اس سے بھی زائد خاص صورت عطف میں مثلاً "بنام خدا و بنامِ فلاں" جس سے صاف معنی

---

[1] درمختار | کتاب الذبائح | مطبع مجتبائی دہلی | ۲/ ۲۳۰

[2] ردالمحتار | " | داراحیاء التراث العربی بیروت | ۵/ ۱۹۷

[3] فتاوٰی قاضی خاں | کتاب الاضحیۃ | فصل فی الانتفاع بالاضحیۃ | نولکشور لکھنؤ | ۴/ ۷۵۰

شرکت ظاہر ہے اگرچہ مذہب صحیح حرمتِ جانور ہے، مگر حکمِ کفر نہیں دیتے کہ وہ امر باطنی ہے، کیا معلوم کہ اس کی نیت کیا ہے۔ درمختار میں ہے:

ان عطف حرمت نحو باسم اللّٰہ و اسم فلان۔[1]

اگر اللہ تعالٰی کے نام پر دوسرے نام کا عطف کیا تو حرام ہے، مثلاً باسم اللہ واسم فلاں۔ (ت)

ردالمحتار میں ہے:

ھوالصحیح وقال ابن سلمۃ لا تصیر میتۃ لانھالوصارت میتۃ یصیر الرجل کافرا، خانیۃ، قلت تمنع الملازمۃ بان الکفر امر باطنی والحکم بہ صعب فیفرق کذا فی شرح المقدسی، شرنبلالیۃ۔[2]

وہی صحیح ہے اور ابن سلمہ نے فرمایا مردار نہ ہوگا کیونکہ اگر مردار کہیں گے تو ذبح کرنے والے کو کافر قرار دینا ہوگا، خانیہ۔ میں کہتا ہوں یہ ملازمہ ممنوع ہے کیونکہ کفر باطنی امر ہے اور اس کا حکم دشوار ہے تو فرق کرنا ضروری ہے، شرح مقدسی میں اسی طرح ہے، شرنبلالیہ۔ (ت)

اللہ اکبر! خود ذابح خاص تکبیرِ ذبح میں نام خدا کے ساتھ نام غیر ملا کر پکارے اور کافر نہ ہو، جب تک معنی شرک کا ارادہ نہ کرے بلکہ بے حرف عطف "بنام خدا بنام محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم" کہے اور اس نام پاک کے لینے سے نبی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تعظیم ہی چاہے، حضور کی عظمت ہی کے لئے خاص وقت ذبح بنام خدا کے ساتھ بنام محمد صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کہے تو جانور میں اصلاً حرمت وکراہت بھی نہیں مگر پیش از ذبح اگر کسی نے یوں پکار دیا کہ فلاں کا بکرا، فلاں کی گائے" تو پکارنے والا مشرک اور اس کے ساتھ یہ لفظ منہ سے نکلتے ہی جانور کی بھی کایا پلٹ ہو کر فوراً بکری سے کتا، گائے سے سور، اگرچہ وہ منادی غیر ذابح ہو، اگرچہ ابھی نہ وقتِ ذبح نہ دم تکبیر، معاذ اللہ۔ وہ لفظ کیا تھے جادو کے اچھر تھے کہ چھوتے ہی جانور کی ماہیت بدل گئی، ایسے زبردستی کے احکام شرع مطہر سے بالکل بیگانہ ہیں۔

بڑی دلیل ان کے قصدِ عبادتِ غیر ومعنی شرک پر یہ پیش کی جاتی ہے کہ "اس ذبح کے بدلے گوشت خرید کر تصدق کرنا ان کے نزدیک کافی نہیں ہوتا، تو معلوم ہوا کہ ایصالِ ثواب مقصود نہیں بلکہ خاص ذبح للغیر وشرکِ صریح مراد ہے، اگرچہ وہ صاف کہہ رہے ہیں کہ ہمارا مطلب صرف ایصال ثواب ہی ہے"۔

---

[1] درمختار | کتاب الذبائح | مطبع مجتبائی دہلی | ۲/ ۲۲۸

[2] ردالمحتار | " | داراحیاء التراث العربی بیروت | ۵/ ۱۹۱

اقول اس سے صرف اتنا ثابت ہُوا کہ خاص ذبح مراد ہے، ذبح للغیر کہاں سے نکلا، کیا ثواب ذبح کوئی چیز نہیں، یا گوشت دینے میں وہ بھی حاصل ہوجاتا ہے۔ عنایہ میں ہے:

التضحیۃ فیہا افضل من التصدق بثمن الاضحیۃ لان فیہا جمعا بین التقرب باراقۃ الدم والتصدق والجمع بین القربتین افضل[1] اھ ملخصاً۔

اس صورت میں قربانی کرنا اس کی قیمت کے صدقے سے افضل ہے کیونکہ قربانی میں دونوں قربتیں حاصل ہوتی ہیں خون بہاؤ اور صدقہ بھی، جبکہ دو قربتوں کو جمع کرنا افضل ہے اھ ملخصاً (ت)

معہذا عوام ایسی اشیاء میں مطلقاً تبدیل پر راضی نہیں ہوتے، مثلاً جو آٹے کی چٹکی روزانہ اپنے گھر کے خرچ سے نکالتے اور ہر ماہ اسے پکا کر حضور پر نور سیدنا غوثِ اعظم رضی اللہ تعالٰی عنہ کی نیاز دلاکر محتاج کو کھلاتے ہیں، اگر ان سے کہئے کہ یہ آٹا جو جمع ہوا ہے اپنے خرچ میں لائیے اور اس کے عوض اور پکائیے، کبھی نہ مانیں گے، حالانکہ آٹے میں کوئی ذبح کا محل نہیں، اور ذبح میں بھی اگر اس جانور کے بدلے دوسرا جانور دیجئے ہرگز نہ لیں گے، حالانکہ ادائے ذبح میں دونوں ایک سے، تو اس کا کافی نہ سمجھنا اسی خیال تعیین وتخصیص کی بنا پر ہے، نہ معاذ اللہ اس توہم باطل پر، خصوصاً جبکہ وہ بیچارے صراحۃً کہہ رہے ہیں کہ حاش للہ ہم عبادتِ غیر نہیں چاہتے صرف ایصالِ ثواب مقصود ہے۔

اور اگر انصاف کیجئے تو دربارۂ عدم تبدیل ان کا وُہ خیال بے اصل بھی نہیں، اگرچہ انھوں نے اس میں تشدد زیادہ سمجھ لیا ہو جن چیزوں پر نیتِ قربت کرلی گئی، شرع مطہر میں بلاوجہ ان کا بدلنا پسند نہیں، لاسیما اذا کان النزول الی الناقص کما ھٰھنا وکل ذٰلک ظاھر جدًا (خصوصاً جبکہ اعلٰی سے ادنٰی کی طرف تنزل ہو جیسا کہ یہاں ہے اور یہ تمام نہایت ظاہر ہے۔ ت)

ولہذا اگر غنی قربانی کے لئے جانور خریدے اور اس معیّن کی نذر نہ ہو تو جانور متعین نہیں ہوجاتا اسے اختیار ہے کہ اس کے بدلے دوسرا جانور قربانی کرے پھر بھی بدلنا مکروہ ہے کہ جب اس پر قربت کی نیت کرلی تو بلاوجہ تبدیل نہ چاہئے۔ ہدایہ میں ہے:

بالشراء للتضحیۃ لایمتنع البیع[2]

قربانی کے لئے خرید بیع کے لئے مانع نہیں (ت)

اسی میں ہے:

---

[1] العنایۃ علی ہامش فتح القدیر کتاب الاضحیۃ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر ۸/۴۳۲

[2] الہدایۃ " مطبع یوسفی لکھنؤ ۴/۴۴۳

ویکرہ ان یبدل بہا غیرھا[1] اور اس قربانی کے جانور کو تبدیل کرنا مکروہ ہے (ت)
اسی طرح تبیین الحقائق وغیرہ میں ہے۔

بالجملہ مسلمانوں پر بدگمانی حرام اور حتی الامکان اس کے قول وفعل کو وجہ صحیح پر حمل واجب، اور یہاں ارادۂ قلب پر بے تصریحِ قائل حکم لگانے کی اصلا راہ نہیں، اور حکم بھی کیسا کفر وشرک کا، جس میں اعلیٰ درجہ کی احتیاط فرض، یہاں تک کہ ضعیف سے ضعیف احتمالِ بچاؤ نکلتا ہو تو اسی پر اعتماد لازم، کما حقق کل ذٰلک الائمۃ المحققون فی تصانیفھم الجلیلۃ (جیسا کہ ائمہ محققین نے اپنی تصانیف میں اس کی تحقیق فرمائی ہے۔ ت)

اگر بالفرض بعض کوردل احمقوں پر بہ ثبوت شرعی ثابت بھی ہو کہ ان کا مقصود معاذ اللہ عبادتِ غیر ہے تو حکمِ کفر صرف انھیں پر صحیح ہوگا اُن کے سبب حکم عام لگا دینا اور باقی لوگوں کی بھی یہی نیت سمجھ لینا محض باطل۔
قال اللہ تعالٰی لا تزر وازرۃ وزر اُخرٰی[2] (اللہ تعالٰی نے فرمایا) اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہ اٹھائے گی (ت)

پس حق یہ ہے کہ نہ مطلقاً اس نام پکارنے پر حکم شرک صحیح، نہ اس وجہ سے جانور کو مردار مان لینا درست، بلکہ حکم شرک کے لئے قائل کی نیت پوچھیں گے، اگر اقرار کرے کہ اس کی مراد عبادتِ غیر ہے تو بیشک مشرک کہیں گے ورنہ ہرگز نہیں، اور حکمِ حرمت میں صرف قول وفعل ونیتِ ذابح خاص وقتِ ذبح پر مدار رکھیں گے، اگر مالک خواہ غیر مالک کسی کلمہ گو نے معاذ اللہ اسی نیتِ شرک کے ساتھ ذبح کیا تو بیشک حرام کہ وہ اس نیت سے مرتد ہو گیا اور مرتد کا ذبیحہ نہیں، اور اگر اللہ عزوجل کے لئے جان دی اور قصداً تکبیر ترک نہ کی تو بیشک حلال، اگرچہ اس پر باعث ایصالِ ثواب یا اکرامِ اولیاء یا نفع دنیا وغیرہا مقاصد ہوں، اگرچہ مالک غیر ذابح کی نیت معاذ اللہ وہی عبادتِ غیر ہو، اگرچہ پیش از ذبح یا غیر ذابح نے وقتِ ذبح کسی کا نام پکارا ہو، مالک سے وہ نیتِ ناپاک ثابت ہونا بھی ذابح پر کچھ موثر نہیں، جب تک خود اس سے بھی اسی نیت پر جان دینا ثابت نہ ہو کہ جب اس سے وہ نیت ثابت نہیں، اور مسلمان اپنے رب عزوجل کا نام لے کر ذبح کر رہا ہے تو اس پر بدگمانی حرام وناروا ہے، اوہام تراشیدہ پر مسلمان کو معاذ اللہ مرتکبِ کفر سمجھنا حلالِ خدا کو حرام کہہ دینا، نامِ الٰہی عزوجل جو وقتِ تکبیر لیا گیا باطل وبے اثر ٹھہرانا ہرگز وجہِ صحت نہیں رکھتا۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:
وما لکم ان لا تاکلوا مما ذکر اسم تمھیں کیا ہوا کہ نہ کھاؤ اس جانور سے جس کے

---
[1] الہدایۃ کتاب الاضحیۃ مطبع یوسفی لکھنؤ ۴/۴۴۹
[2] القرآن الکریم ۶/۱۶۴

اللہ علیہ[1] ذبح میں اللہ کا نام یاد کیا گیا۔

امام فخرالدین رازی تفسیر کبیر میں فرماتے ہیں:

انما کلفنا بالظاھر لا بالباطن فاذا ذبحه علی اسم اللہ وجب ان یحل، ولا سبیل لنا الی الباطن[2]

یعنی ہمیں شرع مطہر نے ظاہر پر عمل کا حکم فرمایا ہے باطن کی تکلیف نہ دی، جب اس نے اللہ عزوجل کا نام پاک لے کر ذبح کیا جانور حلال ہوجانا واجب ہوا کہ دل کا ارادہ جان لینے کی طرف ہمیں کوئی راہ نہیں۔

یہ چند نفیس وجلیل فائدے حفظ کے قابل ہیں کہ بہت ابنائے زمان ان میں سخت خطا کرتے ہیں،

وباللہ العصمة والتوفیق وبه الوصول الی التحقیق (حفاظت وتوفیق اللہ تعالٰی کی طرف سے ہے اور اسی کی مدد سے تحقیق تک رسائی ہے۔ت) واللہ سبحٰنہ وتعالٰی اعلم وعلمہ جل مجدہ اتم واحکم۔

---

[1] القرآن الکریم ۶/ ۱۱۹
[2] مفاتیح الغیب (التفسیر الکبیر) تحت آیۃ ۲/ ۱۷۳ المطبعۃ البہیۃ المصریۃ مصر ۵/ ۲۳